کرائے پر کار بُک کروائی، لیکن کار والے کو ایئر پورٹ سے فیملی نہیں ملی تو ڈرائیور کو کرایہ ملے گا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے فون پر کار کے ڈرائیور کے ساتھ دو ہزار روپے کرایہ طے کیا اور کہا کہ جائیں اور ائیر پورٹ سے میری فیملی کو لیکر آئیں، ڈرائیور ائیر پورٹ کے باہر پہنچ گیا، فیملی کے پاس تو ڈرائیور کا نمبر تھا مگر ڈرائیور کے پاس فیملی کا نمبر نہیں تھا، فیملی ڈرائیور کو ڈھونڈتی رہی مگر فون نہ کر سکی، اسی طرح ڈرائیور فیملی کو ڈھونڈتا رہا اور ائیر پورٹ پر انتظار بھی کیا، مگر فیملی کسی اور ذریعہ سے گھر پہنچ گئی، اب پوچھنا یہ ہے کہ کار کا ڈرائیور آدھے کرائے کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا فیملی کار کے ڈرائیور کو آدھا کرایہ دینے کی پابند ہے یا نہیں؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں کار کے ڈرائیور کو طے کردہ کرایہ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا اور وہ اس کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا، البتہ زید خیر خواہی کی نیت سے کار کے ڈرائیور کو کچھ رقم دیدے تو یہ بہتر ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں کار کے ڈرائیور کی شرعی حیثیت اجیرِ مشترک کی ہے اور اجیرِ مشترک اپنا کام مکمل کرنے کے بعد ہی اُجرت کا مستحق ہوتا ہے، صورتِ مذکورہ میں چونکہ کار کے ڈرائیور کے ساتھ فیملی کو ائیر پورٹ سے لیکر گھر پہنچانے پر عقد ہوا تھا اور وہ اس کام کو نہ کر سکا، لہٰذا معقود علیہ (جس چیز پر عقدِ اجارہ کیا گیا تھا) کے نہ پائے جانے کی وجہ سے کار کا ڈرائیور اُجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

سامان اٹھانے والا شخص اجیر مشترک ہوتا ہے، چنانچہ شمس الائمہ، امام سَرَخْسِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 483ھ/1090ء) لکھتے ہیں: ”اعلم بأن الحمال أجير مشترك“ ترجمہ: تو جان لے کہ لوگوں کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے والا شخص اجیر مشترک ہوتا ہے۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب الإجارات، باب متی یجب للعامل الأجر، جلد 15، صفحہ 107، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”کام میں جب وقت کی قید نہ ہو، اگرچہ وہ ایک ہی شخص کا کام کرے، یہ بھی اجیر مشترک ہے۔“ (بہارِ شریعت، جلد 3، حصہ 14، صفحہ 155، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اجیر مشترک کام مکمل کرنے کے بعد ہی اجرت کا مستحق ہوتا ہے، چنانچہ امام کمال الدین ابنِ ھُمَام رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 861ھ/1456ء) لکھتے ہیں : ”أن الأجير المشترك لا يستحق الأجرة حتى يفرغ من عمله“ ترجمہ : بیشک اجیر مشترک کام مکمل کرنے کے بعد ہی اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ (فتح القدیر، کتاب الاِجارات، باب الأجر متی یستحق، جلد9، صفحہ77، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ڈرائیور اجیر رکھنے والے کے اہل و عیال کو نہ لانے کی صورت میں اجرت کا مستحق نہیں ہوگا، چنانچہ تنویر الابصار مع در مختار میں ہے :

”(استأجره ليأتي بعياله فمات بعضهم فجاء بمن بقي فله أجره بحسابه لو كانوا معلومين والا) يكونوا معلومين (فكله)“

ترجمہ : کسی شخص نے کسی کو اجیر رکھا کہ وہ اس کے اہل و عیال کو لیکر آئے، تو ان میں سے بعض وفات پا گئے، تو اجیر بقیہ کو لے آیا۔ اگر دونوں (اجیر و مستاجر) کو اہل و عیال کی تعداد معلوم تھی تو اجیر کو زندہ افراد کو لے آنے کی اجرت ملے گی، اور اگر تعداد معلوم نہ ہو تو پوری اجرت ملے گی۔ (تنویر الابصار مع در مختار، کتاب الاجارۃ، صفحہ572، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

در مختار کی مذکورہ بالا عبارت کے تحت علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1252ھ) لکھتے ہیں : ”فلو ماتوا جميعا لا أجر أصلا، لأن المعقود عليه المجيء بهم ولم يوجد“ ترجمہ : اگر اس شخص کے تمام اہل فوت ہو گئے تو اجیر کو بالکل ہی اجرت نہیں ملے گی، کیونکہ معقود علیہ (جس پر عقد کیا گیا تھا) اہل و عیال کو لانا تھا، جو کہ نہ پایا گیا۔ (رد المحتار علی در مختار، جلد06، صفحہ19، دار الفکر بیروت)

علامہ اَحمد طَحْطاوی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1231ھ/1815ء) در مختار کی مذکورہ بالا عبارت کے الفاظ (بحسابہ) کے تحت لکھتے ہیں : ”ان الاجر مقابل بنقل العيال لا بقطع المسافة ولهذا اذا ذهب ولم ينقل احدا منهم لا يستوجب شيئًا منهم“ ترجمہ : بیشک اجرت اہل و عیال کو منتقل کرنے کے بدلے میں ہے نہ کہ سفر طے کرنے کے بدلے میں ہے، اسی لیے جب اجیر گیا اور اہل و عیال میں سے کسی کو نہ لے آیا تو کچھ بھی اجرت ثابت نہیں ہوگی۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، جلد10، صفحہ39، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں : ”ایک شخص کو اجیر مقرر کیا کہ میری عیال کو فلاں جگہ سے لے آؤ، وہ لینے گیا مگر اُن میں سے بعض کا انتقال ہوگیا، جو باقی تھے اُنہیں لے آیا، اگر دونوں کو تعداد معلوم تھی تو اُجرت اُسی حساب سے ملے گی یعنی مثلاً چار بچے تھے اور اُجرت چار روپے تھی تین کو لایا تو تین روپے پائے گا اور اگر تعداد معلوم نہیں تھی تو پوری اُجرت پائے گا اور اگر گیا اور وہاں سے کسی کو نہیں لایا تو کچھ بھی اُجرت نہیں ملے گی کہ کام کیا ہی نہیں۔“ (بہارِ شریعت، جلد03، صفحہ120 مکتبۃ المدینہ کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : OKR-0099

تاریخ اجراء: 06ربیع الثانی1447ھ/30ستمبر2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net